اسلام

میں

جھاڑ پھونک کی حیثیت

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ترتیب

نسیم غازی فلاحی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

یہ کتابچہ دراصل مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی ایک تحریر ہے جو انھوں نے تفہیم القرآن حصہ ششم میں معوذتین کے تعارف میں لکھی ہے۔

تعویذ، جھاڑ پھونک اور اس قسم کی دیگر تدابیر آج مکمل طور پر ایک کاروبار کی صورت اختیار کر گئی ہیں، جن میں شرک کی آمیزش ہوتی ہے اور دیگر قباحتیں بھی پائی جاتی ہیں، مذہبی وانسانی ہر دو نقطہ نظر سے کسی بھی سماج کے لیے یہ تدبیریں نہ صرف غلط ہیں، بلکہ نقصان دہ بھی ہیں۔

اس طرح کی کاوشوں کے بجائے مناسب تھا کہ لوگوں کے لیے صحیح طریقے پر علاج اور شفا کا انتظام کیا جاتا اور قدرت خداوندی پر یقین کو لوگوں کے ذہن و دماغ میں بٹھانے کی کوشش کی جاتی، مگر آج اس نوع کی تدابیر کو ایک کاروبار کی شکل دے دی گئی ہے، جس میں صرف اور صرف دولت کا حصول پیشِ نظر ہوتا ہے۔ اس ذہنیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ قدم قدم پر لوگ تعویذ اور دیگر عملیات کی دوکانیں کھول کر بیٹھ گئے، غریبوں، ناداروں، پریشان حالوں اور مصیبت کے ماروں کے امراض کا علاج اور ان کے زخموں کا مداوا کرنے کے بجائے ان کا خون چوسا جانے لگا، اور ان کا طرح طرح سے استحصال ہونے لگا۔ اس میں مبہم، غیر واضح اور بسا اوقات شرک سے آلودہ افعال و وظائف کو جگہ دے دی گئی، تعجب کی بات ہے کہ مسلمانوں اور برادرانِ وطن کی ایک بڑی تعداد ان مخدوش تدابیر پر بھروسہ اور یقین کرتی ہے اور صحیح واقفیت نہ ہونے کے سبب پیشہ وروں کے استحصال کا مستقل شکار بنی ہوئی ہے۔

اس کاروباری فضا کے ردِ عمل میں امت کے درمیان دو متضاد تصورات وجود میں آئے،

ایک نے پوری طرح اس کو غلط قرار دیا، جب کہ دوسرے نے مکمل طور پر بغیر کسی چوں چرا کے اس کو قبول کرلیا۔ مولانا مودودی علیہ الرحمۃ کی یہ تحریر اس سلسلہ میں قرآن وسنت کی روشنی میں ایک معقول اور متوازن نقطہ نظر پیش کرتی ہے، جس میں نہ تو جائز جھاڑ پھونک کا سرے سے انکار ہے، اور نہ ہی مشتبہ تدابیر کو صحیح ٹھہرایا گیا ہے۔

مولانا مودودی علیہ الرحمۃ نے اس تحریر میں قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل انداز میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ جھاڑ پھونک شریعت میں جائز ہے، بشرطیکہ اس میں کسی طرح کے شرک اور شرکیہ کلمات ووظائف کا شائبہ نہ ہو۔ اسی طرح وہ اس بات کی بھی وضاحت کرتے ہیں کہ اس چیز کو ایک کاروبار بنالینا بھی درست نہیں ہے۔ پھر اس سلسلے میں ذہنوں میں پیدا ہونے والی الجھنوں اور سوالات کا بھی آپ تشفی بخش جواب دیتے ہیں۔ مولانا مرحوم کے مطابق اس نوع کی تدابیر کو نیک مقاصد اور نیک نیت کے ساتھ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ اس سے اللہ رب العزت کی ذات پر توکل اور اعتماد میں اضافہ ہوتا ہے۔

اس تحریر کو کتابچہ کی صورت میں شائع کرتے ہوئے ہمیں انتہائی مسرت ہورہی ہے، انشاء اللہ اس تحریر کے ذریعہ افراد امت اور برادرانِ وطن کے ذہن میں پائی جانے والی غلط فہمی کا ازالہ ہوسکے گا۔ اس کتابچے میں ذیلی سرخیوں کا اضافہ کیا گیا ہے، تاکہ اس سے آسانی سے استفادہ کیا جاسکے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس کوشش کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ آمین!

نسیم غازی فلاحی

اسلام میں جھاڑ پھونک کی حیثیت

یہ سوال بار بار سامنے آتا ہے کہ آیا جھاڑ پھونک کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟ اور یہ کہ جھاڑ پھونک بجائے خود مؤثر بھی ہے یا نہیں؟ یہ سوال اس لیے سامنے آتا ہے کہ بکثرت صحیح احادیث میں یہ ذکر آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات کو سوتے وقت اور خاص طور پر بیماری کی حالت میں معوذتین، یا بعض روایات کے مطابق معوذات (یعنی قل ھو اللہ اور معوذتین) تین مرتبہ پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں میں پھونکتے اور سر سے لے کر پاؤں تک پورے جسم پر، جہاں جہاں تک بھی آپ کے ہاتھ پہنچ سکتے، انھیں پھیرتے تھے۔ آخری بیماری میں جب آپ کے لیے خود ایسا کرنا ممکن نہ رہا، تو حضرت عائشہؓ نے یہ سورتیں (بطور خود یا حضورؐ کے حکم سے) پڑھیں اور آپؐ کے دست مبارک کی برکت کے خیال سے آپؐ ہی کے ہاتھ لے کر آپ کے جسم پر پھیرے۔ اس مضمون کی روایات صحیح سندوں کے ساتھ بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد اور مؤطا امام مالک میں خود حضرت عائشہؓ سے مروی ہیں، جن سے بڑھ کر کوئی بھی حضورؐ کی خانگی زندگی سے واقف نہ ہوسکتا تھا۔

بنیادی مسئلہ

اس معاملہ میں پہلے مسئلۂ شرعی اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ احادیث میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طویل روایت آئی ہے، جس کے آخر میں حضورؐ فرماتے ہیں کہ میری امت کے وہ لوگ بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے جو نہ داغنے کا علاج کراتے ہیں، نہ جھاڑ پھونک کراتے ہیں، نہ فال لیتے ہیں، بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ (مسلم) حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے داغنے سے علاج کرایا اور جھاڑ پھونک کرائی وہ اللہ پر توکل سے بے تعلق ہوگیا۔ (ترمذی) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس چیزوں کو ناپسند فرماتے تھے، جن میں سے ایک جھاڑ پھونک بھی ہے، سوائے معوذتین یا معوذات کے۔ (ابوداؤد، احمد، نسائی، ابنِ حبان، حاکم) بعض احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے بالکل منع فرمادیا تھا، لیکن بعد میں اس شرط کے ساتھ اس کی اجازت دے دی کہ اس میں شرک نہ ہو۔ اللہ کے پاک ناموں یا اس کے کلام سے جھاڑا جائے، کلام ایسا ہو جو سمجھ میں آئے اور یہ معلوم کیا جاسکے کہ اس میں کوئی گناہ کی چیز نہیں ہے اور بھروسہ جھاڑ پھونک پر نہ کیا جائے کہ وہ بجائے خود شفا دینے والی ہے، بلکہ اللہ پر اعتماد کیا جائے کہ وہ چاہے تو اسے نافع بنادے گا۔

احادیث کی روشنی میں جھاڑ پھونک کی اجازت

یہ مسئلۂ شرعی واضح ہوجانے کے بعد اب دیکھیے کہ احادیث اس بارے میں کیا کہتی ہیں:

طبرانی نے ''جامع صغیر'' میں حضرت علیؓ کی روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ نماز کی حالت میں بچھو نے کاٹ لیا۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: بچھو پر خدا کی لعنت، یہ نہ کسی نمازی کو چھوڑتا ہے نہ کسی اور کو۔ پھر پانی اور نمک منگوایا اور جہاں بچھو نے کاٹا تھا، وہاں آپ نمکین پانی ملتے جاتے تھے اور قل یا ایھا الکافرون، قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے جاتے تھے۔

ابنِ عباسؓ کی یہ روایت بھی احادیث کی کتابوں میں آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پر یہ دعا پڑھتے تھے:

أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ۔ (بخاری، مسند احمد، ترمذی اور ابن ماجہ)

''میں تم کو اللہ کے بے عیب کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں، ہر شیطان اور موذی سے اور ہر نظرِ بد سے۔''

عثمان بن ابی العاص الثقفی کے متعلق مسلم، مؤطا، طبرانی اور حاکم میں تھوڑے لفظی اختلاف کے ساتھ یہ روایت آئی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں، مجھے ایک درد محسوس ہوتا ہے، جو مجھ کو مارے ڈالتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنا

سیدھا ہاتھ اُس جگہ پر رکھو جہاں درد ہوتا ہے، پھر تین مرتبہ بسم اللہ کہو اور سات مرتبہ یہ کہتے ہوئے ہاتھ پھیرو کہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَ قُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَآ اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ۔

''میں اللہ اور اس کی قدرت کی پناہ مانگتا ہوں، اُس چیز کے شر سے جس کو میں محسوس کرتا ہوں اور جس کے لاحق ہونے کا مجھے خوف ہے۔''

مؤطا میں اس پر یہ اضافہ ہے کہ عثمانؓ بن ابی العاص نے کہا کہ اس کے بعد میرا وہ درد جاتا رہا اور اسی چیز کی تعلیم میں اپنے گھر والوں کو دیتا ہوں۔

مسند احمد اور طحاوی میں طلق بن علیؓ کی روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں بچھو نے کاٹ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ پر پڑھ کر پھونکا اور اس جگہ پر ہاتھ پھیرا۔

مسلم میں ابو سعیدؓ خدری کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیمار ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے آکر پوچھا: ''اے محمدؐ کیا آپ بیمار ہو گئے؟'' آپ نے فرمایا: ہاں۔ انھوں نے کہا:

بِاسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُّؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَیْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِاسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ۔

''میں اللہ کے نام پر آپ کو جھاڑتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت دے اور ہر نفس اور حاسد کی نظر کے شر سے، اللہ آپ کو شفا دے، میں اس کے نام پر آپ کو جھاڑتا ہوں۔''

اس سے ملتی جلتی روایت مسند احمد میں حضرت عبادہ بن صامت سے منقول ہے کہ حضورؐ بیمار تھے۔ میں عیادت کے لیے گیا تو آپؐ کو سخت تکلیف میں پایا۔ شام کو گیا تو آپؐ بالکل تندرست تھے۔ میں نے اس قدر جلدی تندرست ہو جانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور انھوں نے مجھے چند کلمات سے جھاڑا۔ پھر آپؐ نے قریب قریب اسی طرح کے الفاظ اُن کو سنائے جو اوپر والی حدیث میں نقل کیے گئے ہیں۔ حضرت عائشہؓ سے بھی مسلم اور مسند احمد میں ایسی ہی روایت نقل کی گئی ہے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں حضرت حفصہؓ ام المؤمنین کی روایت نقل کی ہے کہ ایک

روز نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ہاں آئے اور میرے پاس ایک خاتون شفا[1] نامی بیٹھی تھیں، جو نملہ (دِدُوڑا) کو جھاڑا کرتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حفصہؓ کو بھی وہ عمل سکھادو۔ خود شفاؓ بنت عبداللہ کی یہ روایت امام احمد، ابوداؤد اور نسائی نے نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے حفصہ کو جس طرح لکھنا پڑھنا سکھایا ہے نملہ (دِدُوڑا) کا جھاڑنا بھی سکھادو۔

صحیح مسلم میں عوف بن مالک اشجعی کی روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ہم لوگ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اس معاملے میں حضورؐ کی رائے کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں سے تم جھاڑتے تھے، وہ میرے سامنے پیش کرو، جھاڑنے میں مضائقہ نہیں ہے، جب تک اُس میں شرک نہ ہو۔

مسلم، مسند احمد اور ابنِ ماجہ میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھاڑ پھونک سے روک دیا تھا۔ پھر حضرت عمرو بن حزم کے خاندان کے لوگ آئے اور کہا کہ ہمارے پاس ایک عمل تھا، جس سے ہم بچھو (یا سانپ) کاٹے کو جھاڑتے تھے۔ مگر آپؐ نے اس کام سے منع فرمادیا ہے۔ پھر انھوں نے وہ چیز آپؐ کو سنائی جو وہ پڑھتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اس میں تو کوئی مضائقہ میں نہیں پاتا، تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ ضرور پہنچائے۔'' جابرؓ بن عبداللہ کی دوسری حدیث مسلم میں یہ ہے کہ آلِ حزم کے پاس سانپ کاٹے کا عمل تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اس کی اجازت دے دی۔ اس کی تائید مسلم، مسند احمد اور ابنِ ماجہ میں حضرت عائشہؓ کی یہ روایت بھی کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کے ایک خاندان کو ہر زہریلے جانور کے کاٹے کو جھاڑنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مسند احمد اور ترمذی اور مسلم اور ابن ماجہ میں حضرت انس سے بھی اس سے ملتی جلتی روایات نقل کی گئی ہیں، جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زہریلے جانوروں کے کاٹے، اور دِدُوڑا کے مرض اور نظرِ بد کے جھاڑنے کی اجازت دی۔

مسند احمد، ترمذی، ابنِ ماجہ اور حاکم نے حضرت عمیرؓ مولیٰ ابی اللحم سے یہ روایت نقل

---

(۱) ان خاتون کا اصل نام لیلیٰ تھا، مگر شفاؓ بنت عبداللہ کے نام سے مشہور تھیں۔ ہجرت سے پہلے ایمان لائیں۔ قریش کے خاندان بنی عدی سے ان کا تعلق تھا۔ یہ وہی خاندان ہے، جس کے ایک فرد حضرت عمرؓ تھے۔ اس طرح یہ حضرت حفصہؓ کی رشتہ دار ہوتی تھیں۔

کی ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں میرے پاس ایک عمل تھا، جس سے میں جھاڑا کرتا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسے پیش کیا۔ آپؐ نے فرمایا: فلاں فلاں چیزیں اس میں سے نکال دو، باقی سے تم جھاڑ سکتے ہو۔

مؤطا میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنی صاحب زادی حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ بیمار ہیں اور ایک یہودیہ اُن کو جھاڑ رہی ہے۔ اس پر انھوں نے فرمایا کہ کتاب اللہ پڑھ کر جھاڑ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ کتاب اگر تورات یا انجیل کی آیات پڑھ کر جھاڑیں تب بھی یہ جائز ہے۔

کیا جھاڑ پھونک مفید ہے؟

رہا یہ سوال کہ آیا جھاڑ پھونک مفید بھی ہے یا نہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوا اور علاج سے نہ صرف یہ کہ کبھی منع نہیں فرمایا، بلکہ خود فرمایا کہ ہر مرض کی دوا اللہ نے پیدا کی ہے اور تم لوگ دوا کیا کرو۔ حضورؐ نے خود لوگوں کو بعض امراض کے علاج بتائے ہیں، جیسا کہ احادیث میں کتاب الطب کو دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔ لیکن دوا بھی اللہ ہی کے حکم اور اذن سے نافع ہوتی ہے، ورنہ اگر دوا اور طبی معالجہ ہر حال میں نافع ہوتا تو ہسپتالوں میں کوئی نہ مرتا۔ اب اگر دوا اور علاج کرنے کے ساتھ اللہ کے کلام اور اس کے اسمائے حسنیٰ سے بھی استفادہ کیا جائے، یا ایسی جگہ جہاں کوئی طبی امداد میسر نہ ہو اللہ ہی کی طرف رجوع کر کے اس کے کلام اور اسماء وصفات سے استعانت کی جائے تو یہ مادہ پرستوں کے سوا کسی کی عقل کے بھی خلاف نہیں ہے۔[۱]

---

(۱) مادہ پرست دنیا کے بھی بہت سے ڈاکٹروں نے اعتراف کیا ہے کہ دعا اور رجوع الی اللہ مریضوں کی شفایابی میں بہت کارگر چیز ہے۔ اور اس کا خود مجھے ذاتی طور پر اپنی زندگی میں دو مرتبہ تجربہ ہوا ہے۔ ۱۹۴۸ء میں جب مجھے نظر بند کیا گیا تو چند روز بعد ایک پتھری میرے مثانے میں آکر اڑ گئی اور ۱۶ گھنٹے تک پیشاب بند رہا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں ظالموں سے علاج کی درخواست نہیں کرنا چاہتا، تو ہی میرا علاج فرما دے۔ چنانچہ وہ پتھری پیشاب کے راستے سے ہٹ گئی اور ۲۰ برس تک ہٹی رہی، یہاں تک کہ ۱۹۶۸ء میں اس نے پھر تکلیف دی اور اس کو آپریشن کر کے نکالا گیا۔ دوسری مرتبہ جب ۱۹۵۳ء میں مجھے گرفتار کیا گیا تو میری دونوں پنڈلیاں کئی مہینے سے داد کی سخت تکلیف میں مبتلا تھیں اور کسی علاج سے آرام نہیں آرہا تھا۔ گرفتاری کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ سے پھر وہی دعا کی جو ۱۹۴۸ء میں کی تھی اور کسی علاج اور دوا کے بغیر پنڈلیاں داد سے بالکل صاف ہوگئیں۔ آج تک پھر کبھی وہ بیماری مجھے نہیں ہوئی۔

عملیات کا کاروبار

البتہ یہ صحیح نہیں ہے کہ دوا اور علاج کو، جہاں وہ میسر ہو، جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے، اور صرف جھاڑ پھونک سے کام لینے ہی پر اکتفا کیا جائے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ کچھ لوگ عملیات اور تعویذوں کے مطب کھول کر بیٹھ جائیں اور اسی کو کمائی کا ذریعہ بنالیں۔

اس معاملے میں بہت سے لوگ حضرت ابوسعید خدریؓ کی اُس روایت سے استدلال کرتے ہیں، جو بخاری، مسلم، ترمذی، مسند احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ میں منقول ہوئی ہے اور اس کی تائید بخاری میں ابنِ عباسؓ کی بھی ایک روایت کرتی ہے۔ اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر اپنے چند اصحاب کو بھیجا جن میں حضرت ابوسعید خدریؓ بھی تھے۔ یہ حضرات راستے میں عرب کے ایک قبیلے کی بستی پر جا کر ٹھہرے اور انھوں نے قبیلے والوں سے کہا کہ ہماری میزبانی کرو۔ انھوں نے انکار کردیا۔ اتنے میں قبیلے کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا اور وہ لوگ ان مسافروں کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارے پاس کوئی دوا یا عمل ہے، جس سے تم ہمارے سردار کا علاج کردو؟ حضرت ابوسعید نے کہا ہے تو سہی، مگر چونکہ تم نے ہماری میزبانی سے انکار کیا ہے، اس لیے جب تک تم کچھ دینا طے نہ کرو، ہم اس کا علاج نہیں کریں گے۔ انھوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ (بعض روایات میں ہے ۳۰ بکریاں) دینے کا وعدہ کیا اور حضرت ابوسعید خدریؓ نے جا کر اس پر سورۂ فاتحہ پڑھنی شروع کی اور لعابِ دہن اس پر ملتے گئے[1] آخر کار بچھو کا اثر زائل ہوگیا اور قبیلے والوں نے جتنی بکریاں دینے کا وعدہ کیا تھا وہ لا کر دے دیں۔ مگر ان حضرات نے آپس میں کہا، ان بکریوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھاؤ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ نہ لیا جائے۔ نہ معلوم اس کام پر اجر لینا جائز ہے یا نہیں۔ چنانچہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنس کر فرمایا: "تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورۃ جھاڑنے کے کام بھی آسکتی ہے؟ بکریاں لے لو اور ان میں میرا حصہ بھی لگاؤ۔"

لیکن اس حدیث سے تعویذ، گنڈے اور جھاڑ پھونک کے مطب چلانے کا جواز نکالنے

---

(۱) اکثر روایات میں یہ صراحت نہیں ہے کہ یہ عمل کرنے والے حضرت ابوسعید خدریؓ تھے۔ بلکہ ان میں یہ صراحت بھی نہیں ہے کہ حضرت ابوسعید خودریؓ خود اس مہم میں شریک تھے۔ لیکن ترمذی کی روایت میں دونوں باتوں کی صراحت ہے۔

سے پہلے عرب کے اُن حالات کو نگاہ میں رکھنا چاہیے، جن میں حضرت ابو سعید خدری ؓ نے یہ کام کیا تھا اور حضور ﷺ نے اسے نہ صرف جائز رکھا تھا، بلکہ یہ بھی فرمایا تھا کہ میرا حصہ بھی لگاؤ، تا کہ اس کے جواز وعدمِ جواز کے معاملے میں ان اصحاب کے دلوں میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ عرب کے حالات اُس زمانے میں بھی یہ تھے اور آج تک یہ ہیں کہ پچاس پچاس، سوسو، ڈیڑھ ڈیڑھ سو میل تک آدمی کو ایک بستی سے چل کر دوسری بستی نہیں ملتی۔ بستیاں بھی اُس وقت ایسی نہ تھیں جن میں ہوٹل، سرائے یا کھانے کی دوکانیں موجود ہوں اور مسافر کئی روز کی مسافت طے کر کے جب وہاں پہنچے تو سامانِ خوردونوش خرید سکے۔ ان حالات میں یہ بات عرب کے معروف اصولِ اخلاق میں شامل تھی کہ مسافر جب کسی بستی پر پہنچیں تو بستی کے لوگ ان کی میزبانی کریں۔ اس سے انکار کے معنی بسا اوقات مسافروں کے لیے موت کے ہوتے تھے اور عرب میں اس طرزِ عمل کو معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے اس فعل کو جائز رکھا کہ جب قبیلے والوں نے میزبانی سے انکار کر دیا تھا تو ان کے سردار کا علاج کرنے سے انھوں نے بھی انکار کر دیا۔ اور اس شرط پر اس کا علاج کرنے پر راضی ہوئے کہ وہ ان کو کچھ دینا طے کریں۔ پھر جب ان میں سے ایک صاحب نے اللہ کے بھروسے پر سورۂ فاتحہ اُس سردار پر پڑھی اور وہ اس سے اچھا ہو گیا تو طے شدہ اجرت قبیلے والوں نے لا کر دے دی اور حضور ﷺ نے اس اجرت کے لینے کو حلال وطیب قرار دیا۔ بخاری میں اس واقعہ کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کی جو روایت ہے، اس میں حضور ﷺ کے الفاظ یہ ہیں کہ اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ اَجْراً كِتَابَ اللهِ۔ یعنی بجائے اس کے کہ تم کوئی اور عمل کرتے، تمہارے لیے یہ زیادہ برحق بات تھی کہ تم نے اللہ کی کتاب پڑھ کر اس پر اجرت لی۔ یہ آپؐ نے اس لیے فرمایا کہ دوسرے تمام عملیات سے اللہ کا کلام بڑھ کر ہے، علاوہ بریں اس طرح عرب کے اُس قبیلے پر حق تبلیغ بھی ادا ہو گیا کہ انھیں اس کلام کی برکت معلوم ہو گئی، جو اللہ کی طرف سے نبی ﷺ لائے ہیں۔ اس واقعہ کو اُن لوگوں کے لیے نظیر قرار نہیں دیا جا سکتا جو شہروں اور قصبوں میں بیٹھ کر جھاڑ پھونک کے مطب چلاتے ہیں اور اسی کو انھوں نے وسیلۂ معاش بنا رکھا ہے۔ اس کی کوئی نظیر نبی کریم ﷺ یا صحابہ و تابعین اور ائمۂ سلف کے ہاں نہیں ملتی۔

(تفہیم القرآن، جلد ششم، صفحہ ۵۵۷-۵۶۲)

مرتب

قرآن کی کچھ سورتیں اور بعض دیگر دعائیں

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ،

''میں شیطان مردود سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ اللہ کے نام سے جو بہت رحم والا نہایت مہربان ہے۔''

سورۂ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۙ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۙ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۙ

''حمد اللہ ہی کے لیے ہے جو پوری کائنات کا رب ہے۔ بہت رحم والا نہایت مہربان ہے۔ بدلے کے دن کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھی راہ چلا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے نوازش فرمائی۔ جن پر تیرا غضب نہیں ہوا اور جو بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔''

سورۂ کافرون

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۗ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۚ

''کہو: اے انکار کرنے والو میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔''

سورۂ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

"کہو وہ اللہ ہے یکتا۔ اللہ بے نیاز ہے، سب کا حاجت روا ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں، نہ وہ کسی کی اولاد ہے، نہ وہ باپ ہے نہ بیٹا اور اس جیسا کوئی نہیں۔"

سورۂ فلق

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝۴ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝۵

"کہو، میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور رات کی تاریکی کے شر سے جب کہ وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکنے والوں یا (والیوں) کے شر سے اور حاسد کے شر سے جب کہ وہ حسد کرے۔"

سورۂ الناس

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝۱ مَلِكِ النَّاسِ ۝۲ اِلٰهِ النَّاسِ ۝۳ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝۴ الَّذِیْ يُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝۵ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝۶

"کہو، میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب، انسانوں کے بادشاہ، انسانوں کے حقیقی معبود کی، اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے، خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔"

دیگر دعائیں

☆ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے جب کوئی تکلیف یا درد میں مبتلا ہو جاتا تو یہ دعا پڑھ کر اپنا دایاں ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، أَذْهِبِ الْبَأْسَ، وَاشْفِ، أَنْتَ الشَّافِي، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا۔ (بخاری، مسلم)

''اے اللہ! انسانوں کے پروردگار، تکلیف دور فرما اور شفا عنایت کر۔ تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا دے جو بیماری کا نام و نشان نہ چھوڑے۔''

☆ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو کسی ایسے مریض کی عیادت کو جائے جس پر آثارِ موت ظاہر نہ ہوئے ہوں تو اگر اس کے پاس سات مرتبہ یہ دعا پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے تندرست فرمائے گا:

أَسْئَلُ اللهَ الْعَظِيْمَ، رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ أَنْ يَشْفِيَكَ وَيُعَافِيَكَ۔ (سنن ترمذی)

''میں خدائے بزرگ و برتر اور ربِ عرشِ عظیم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا مرحمت فرمائے اور عافیت بخشے۔''

☆ حضرت ابودرداءؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تم کو یا تمہارے کسی بھائی کو اگر کوئی شکایت ہو جائے تو یہ دعا پڑھے:

رَبَّنَا اللهُ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ، اَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ، وَاغْفِرْلَنَا حُوْبَنَا وَ خَطَايَانَا، أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ، فَأَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَّحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِّنْ شِفَائِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْعِ۔ (ابوداؤد، نسائی، حاکم)

''ہمارا پروردگار اللہ جو آسمان میں ہے، اے اللہ! تیرا نام پاک ہے، تیرا حکم آسمان و زمین پر جاری ہے، جس طرح آسمان میں تیری رحمت کا نزول ہوتا ہے، زمین پر بھی اپنی رحمت نازل فرما، ہماری لغزشیں اور خطائیں معاف فرما۔ تو پاک انسانوں کا رب ہے تو اپنے خزانۂ رحمت و شفا سے اس درد پر اپنی رحمت و شفا نازل فرما۔''

☆☆☆